انسان اور قلب انسان

(بابا) جناب خلیل داس (چترویدی)

قرآن پاک اس موضوع پر اس طرح روشنی ڈالتا ہے:

[۱] مَن خَشِیَ الرَّحمٰنَ بِالغَیبِ وجاءَ بقَلْبٍ مُنیب۔ ادخُلوھا بِسلٰم ذلک یومُ الخُلود۔

(سورہ ق آیت ۳۴-۳۳)

جو شخص اَن دیکھے خدائے رحمن سے ڈرے اور قلب تائب لے کر حاضر ہوا ایسے ہی لوگوں سے کہا جائے گا کہ سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو کہ یہی دن ہمیشگی کے داخلہ کا ہے۔

اس آیہ کریمہ کا مفہوم بظاہر یہ ہے کہ قلب وہی ہے جس میں خوف الٰہی اور توبہ و انابت کے جذبات موجود ہوں۔

[۲] یَا اَیَّتُھا النَفْسُ المُطمَئِنة۔ ارجِعیَ اِلٰی ربک رَاضِیةً مَرضِیَةً۔ (سورہ فجر آیت: ۲۸-۲۷)

اے نفس مطمئن تو اپنے رب کی طرف ایسی حالت میں رجوع کر کہ تو اس سے راضی ہو اور وہ تجھ سے خوشنود ہو۔

اس آیہ کریمہ میں اگر چہ مخاطب و منادی نفس ہے لیکن چونکہ نفس و قلب کا تعلق نہایت واضح ہے لہٰذا کہہ سکتے ہیں کہ صاحب قلب وہ ہے جس کے خواہشات مرتبہ سکون پر پہنچ چکے ہوں، جس کے نفس کو اطمینان ہو چکا ہو، جو اپنے رب کی طرف رجوع ہو، جو اپنے رب سے راضی ہو، جس کا رب اس سے راضی ہو۔

[۳] اِنَّ فی ذٰلک لَذِکریٰ لِمَن کَانَ لَہٗ قَلْب اَوْ اَلقَی السَمْعَ وَھُوَ شَھیدْ۔ (سورہ ق آیت: ۳۷)

بلاشبہ اس کتاب میں اس شخص کے لیے ہدایت و نصیحت ہے جو صاحب قلب ہو یا کان لگا کر سنے۔

اس آیہ کریمہ کا مفہوم یہ ہے کہ صاحب قلب ہی ہدایت و نصیحت کا اہل و مستحق ہے اور کان لگا کر سننے والا اور اپنے نفس کو متوجہ کرنے والا ہی اس ہدایت و نصاب کتاب سے بہرہ مند ہو سکتا ہے۔

مطالب مذکورہ بالا اگر چہ قرآن مجید کی مختلف اور متعدد آیتوں سے مستفاد ہو سکتے ہیں لیکن بنظر اختصار انہیں تین آیتوں پر اکتفا کر کے ایک آیت ایسی بھی عرض کر دینا ضروری ہے جس سے یہ معلوم ہو جائے کہ کفر و شرک و نافرمانی و سرکشی و گمراہی کی علت کیا ہے۔

[۴] وَمِنَ النّاس مَن یَقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللہ و بالیَومِ الاٰخِرِ وماھُمْ بِمُؤْمِنِینَ۔ یُخٰدِعُونَ اللّٰہَ وَالَّذِیْنَ اٰمَنوا وَمَا یَخْدَعُوْنَ اِلَّا اَنْفُسَھُمْ وَمَایَشْعُرُوْنَ۔ فِی قُلُوبِھِمْ مَّرَضْ فَزَادَھُمُ اللّٰہُ مَرَضًا وَلَھُم عَذَاب عَلِیمْ۔

(سورہ بقرہ آیت: ۱۰-۸)

اور کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم خدا اور یوم آخر پر ایمان لائے ہیں حالانکہ وہ مومن نہیں ہیں وہ اللہ اور مومنوں کو دھوکا دیتے ہیں حالانکہ وہ خود اپنے ہی نفسوں کو دھوکا دیتے ہیں مگر سمجھتے نہیں ان کے دلوں میں نفاق کا روگ ہے تو اللہ نے بھی ان کے روگ کو بڑھا دیا اور ان کے لئے دہکنے والا عذاب ہے۔

اس آیہ کریمہ کا مفہوم یہ ہے کہ وہ لوگ اپنے ضمیر کے خلاف ایمان کا اظہار کر کے خدا اور مومنین کو دھوکا دینا چاہتے ہیں حالانکہ وہ خدا کو کیا دھوکہ دے سکتے ہیں وہ اپنے ہی نفسوں کو دھوکا دیتے ہیں اور یہی ان کی لاعلاج بیماری ہے اور چونکہ انھوں نے خدا کو دھوکا دینا چاہا لہٰذا خدا نے بھی ان سے توفیق خیر کو سلب کر لیا اور سلب توفیق کے بعد کفر و شرک و نافرمانی و سرکشی و گمراہی کا وقوع ناقابل تعجب اور موجب عذاب الیم ہے۔

آیات مذکورہ بالا سے جن جن مطالب پر روشنی پڑ سکتی ہے وہ حسب ذیل ہیں:

(۱) جس قلب میں خوف وخشیت اور توبہ وہ انابت کا مادہ موجود ہو وہی قابل مدح اور جنت کا مستحق ہے۔

(۲) خواہشات نفسانی کا سکون اور نفس کا اطمینان اور خدا کی طرف رجوع رہنا اور قضا وقدر الٰہی پر راضی رہنا ہی خوشنودیٔ خدا کا موجب ہے۔

(۳) انسانی ترقی وتنزلی جذبات قلبی کی اصلاح وعدم اصلاح پر مبنی ہے اور چونکہ جذبات کا تعلق قلب سے ہے لہٰذا قلب ہی وحی الٰہی کا مخاطب اور وحیٔ الٰہی کا ظرف اور وحی الٰہی کا مسکن قرار دیا جاتا ہے۔

(۴) کفر و شرک و نافرمانی سرکشی و گمراہی کی علت قلب کا مریض ہو جانا اور اس میں ریاکاری کے روگ کا پیدا ہو جانا اور جذبات کی عدم صحت وعدم اصلاح ہے۔

دوستانہ التماس

دوستو! قرآن پاک کے ان زریں اصول کو توجہ کی نگاہوں سے ملاحظہ کرو اور اپنے قلوب کی اصلاح کرو اللہ ہمیں اور تمھیں ہدایت کرے۔ آمین ثم آمین۔ ❁❁❁

تجارت

امتیاز الشعراء مولانا سید محمد جعفر قدسیؔ جائسی

دنیا میں ہم آئے ہیں اعجاز بیاں ہوکر
رہ سکتی ہے خاموشی کب قفل دہاں ہوکر
بے قدر سمجھتے ہیں جو ہم کو وہ اے قدسیؔ
مٹ جائیں گے دو دن میں بے نام ونشاں ہوکر
رہ جائے گا ذکر اپنا اوراق زمانہ پر
نقش اپنا بٹھائیں گے مشہور جہاں ہوکر
باتیں یہ تمہاری ہیں، ہیرے کی کنی گویا
برماتی ہیں جو دل کو پیکان وسناں ہوکر
نالوں سے ہمارے کچھ تم بھی متاثر ہو
کیا کہتے ہیں دیکھو تو ہم صرف فغاں ہوکر
کرنا ہے اگر حاصل کھوئی ہوئی دولت کو
لِلّٰہ ترقی دو پھر اپنی تجارت کو